خزینہ تصوف

انسان کامل

حصہ اول

یعنے

الانسان الکامل

مصنفہ للعارف الربانی والمعدن الصمدانی سید عبدالکریم ابن ابراہیم الجیلانی کا ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف

جسمیں

اصول و فروع و احدیت و واحدیت عما۔ قلب۔ روح۔ کرسی۔ کتب آسمانی۔ فرشتگاں
وغیرہ کے معانی و اسرار کا نہایت شرح و بسط سے بیان
کیا ہے

مترجمہ

حضرت مولوی ظہیر احمد صاحب ظہیری السہوانی

۱۹۰۸ء

مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس فیروزپور شہر

اوّل ۔ ۔ ۔ تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت فی حصہ عہ ہر دو حصہ یکجا بلا جلد ۔۔ مجلد للعہ

انتالیسواں باب

اس بات کے بیان میں کہ حق سبحانہٗ آخر کی تہائی رات میں آسمان دنیا پر ہر رات کو نزول فرماتا ہے۔ اور اس حدیث کا بیان کہ اللہ ثلث اخیر میں نزول کرتا ہے پس کہتا ہے ہل ہل

یہ حدیث اس بات پر اشارۃً دلالت کرتی ہے کہ حق سبحانہٗ ہر ہر ذرہ میں تمام موجودات کے ذرات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور رات سے مراد خلق کی تاریکی ہے۔ اور آسمان دنیا سے مراد خلق کا وجود ظاہری ہے۔ اور ثلث اخیر سے اُس کی حقیقت مراد ہے۔ اس لئے کہ وجود کی ہر چیز تین قسم پر منقسم ہے۔ ایک قسم ظاہر ہے۔ جس کو ملک کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم باطن ہے۔ جسکو ملکوت کہتے ہیں اور تیسری قسم ملکی اور ملکوتی دونوں سے منزّہ ہے۔ پس وہ ایک قسم جبروتی آلٰہی ہے۔ جس کو زبان اشارہ سے اس حدیث میں ثلث اخیر کہتے ہیں۔ اور یہ منقسم نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک چیز میں جب غیر منقسم ہوں اعتبار کیا جائے۔ تو یہ بات ضروری ہے۔ کہ اُس سے ایک ظاہر سمجھا جائے۔ اور وہ اُس کی صورت ہے۔ اور ایک باطن سمجھا جائے۔ اور وہ اُس کی ذات ہے اور اُس کے واسطے ایک حقیقت بھی ہونا چاہئے کہ جس کے ساتھ وہ قائم ہو۔ پس ثلث اخیر سے اشارہ ظاہر ہوگیا۔ پس حق سبحانہٗ نازل ہوتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ تشبیہ خلقی کی ذات میں مع اپنی تنزیہ کے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کے دوسرے اعتبار سے اور دوسرے اشارہ سے ایک اور معنی ہیں کہ جو پہلے اشارہ سے اعلیٰ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ ثلث اخیر سے صفت آلٰہی مراد ہے جو بندہ پر متجلی ہوئے۔ پس ذات کے ظاہر ہونے کی حقیقت اس صفت کے اخیر میں ہوتی ہے نہ شروع میں اور نہ اوسط میں۔ اور یہ امر ذوقی ہے بغیر کشف کے نہیں معلوم ہوتا۔ یعنی ذات کا صفت کے ظہور کے آخر میں ظاہر ہونا۔ اور اُس کی صفات کی کچھ انتہا نہیں ہے۔ اور یہ انتہا۔ ذات کا حکم ہے۔ پس ذات ثلث اخیر میں صفات کی رات سے ظاہر ہوگئی۔ اور یہ جو اُن کا قول ہے کہ آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے۔ یعنی اُس کی صفات کی طرف جس کی تعریف اُس کی خلق نے اسماء میں کی ہے۔ اور وہی مخلوقات دنیا ہیں۔ کیونکہ انہیں کے واسطے صفات علیا ہیں۔ اور انہیں کیواسطے عبودیت ہے۔ پس دنیا دنادت سے مشتق ہے۔ اور اُس کے اسماء سماء دنیا ہیں۔ کہ جس کیساتھ

اُن کی عبودیت قایم ہے۔پس ان اعتبارات سے یہ بات حاصل ہوئی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں پر اُن صفات میں کہ جن کی اُنھوں نے اُن کے متناہی ہونیکے وقت تعریف کی ہے ظاہر ہوتا ہے یعنی وہ لوگ اس صفت کے پورے طور پر ظاہر ہونے سے پہلے ان صفات کے ساتھ ہیں نہ اُس کے ساتھ۔پس جب تو ظہور کے متناہی ہونے میں اُس کو لیگا تو وہ اُس کی ذات کے ساتھ ہیں نہ صفات کے ساتھ ہیں۔پس اس کو خوب سمجھ لے۔اور اس حدیث سے دوسرا اشارہ بھی بطور ایک بھید کے ہے۔لیکن وہ کاملین کے حق میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تجھکو یہ بات معلوم ہوگئی کہ رات سے مراد ذات الٰہی ہے۔اور ثلث اخیر سے کمال معرفت جو ذات کے واسطے جائز ہے وہ مراد ہے۔کیونکہ خدا کی دو معرفتیں ہیں ایک وہ کہ جس سے اُس کے کمال کا ادراک جائز ہو۔اور دوسری معرفت وہ کہ اُس کے کمال کا ادراک نہ جائز ہو۔اور یہ جو میرا قول ہے کہ معرفت کا کمال جائز ہو۔ثلث اخیر سے وہی مراد ہے۔اس لئے کہ ولی کو تین معرفتیں خدا کے واسطے حاصل ہوتی ہیں۔اُس میں پہلی معرفت یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔اُس نے اپنے رَبّ کو پہچانا۔اور اُس کا بیان پہلے ہوچکا اور دوسری معرفت الوہیت کا پہچاننا ہے اور وہ یہ ہے کہ تو ذات کے جمال کو صفات سے پہچانے اور یہ معرفت بعد معرفت رَبّ کے ہے۔جو نفس کی معرفت کے ساتھ مقید ہے۔اور تیسری معرفت ذوقی الٰہی کی ہے۔کہ جو بندہ کے وجود میں سرایت کرتی ہے۔پس اُس کے حق میں غیب سے شہادت کی طرف نازل ہوتی ہے۔یعنی اُس کے جسم میں ربوبیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔پس اُس کا ہاتھ قدرت والا ہوجاتا ہے۔اور اُس کی زبان تلوین والی ہوجاتی ہے۔اور اُس کا پاؤں چلنے لگتا ہے اور اُسکی آنکھ سے کوئی چیز محجوب نہیں رہتی ہے۔اور اُس کا کان ہر وجود میں کلام کرنے والے کی طرف لگا رہتا ہے۔اور اسی معنی کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔یہانتک کہ میں اُس کا کان ہوجاتا ہوں۔جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوجاتا ہوں۔جس سے وہ دیکھتا ہے جو حدیث کے آخر تک یہی مضمون ہے۔پس حق سبحانہ اُس کا ظاہر ہوجاتا ہے۔حالانکہ وہ باطن ہے۔پس اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ خدا کے نازل ہونے سے مراد اُس کے آثار اور اُس کے صفات کا ظاہر ہونا ہے۔جو ربوبیت کے مقتضیات سے ہیں۔اور آسمان دنیا سے ولی کا جسم ظاہری مراد ہے۔اور ثلث اخیر سے معرفت ذوقیہ الٰہیہ جو بندہ کو وجود میں سرایت کرنیوالی ہے اور اُس کا حق پر پہنچنا صحیح ہے۔اور اُس کا سحق تمام ہوجانا ہی مراد ہے۔پس اُس کا حق ثابت ہوجاتا ہے اور اُس کے قول ہی کہ جو اُس نے یہ کہا ہے کہ ہر رات میں اس سے یہ مراد ہے کہ ہر ولی اللہ میں ظہور ذاتی ہوتا ہے اس کو سمجھ

لے۔ اور عبارت کو حدیث میں جس چیز کی طرف کہ ہم نے اشارہ کیا ہے۔ اُس کے مفہوم ظاہری سے خارج نہ کر۔ بلکہ جس چیز کی ہم نے تجھکو خبر دی ہے اُس کی تحقیق کر اور حدیث کے ظاہر معنی کو بھی نہ چھوڑ اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام غیر متناہی اسرار کو حاوی ہے اور اُن کے کلام کے واسطے ایک ظاہر ہے۔ اور ایک باطن ہے اور ہر باطن کے واسطے ایک ظاہر ہے اور ہر ظاہر کے واسطے ایک باطن ہے۔ اسی طرح سات بطون تک ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن کے سات بطون ہیں اور آنحضرت ؐ کا کلام خدا کے کلام کی ایک شاخ ہے اس لئے کہ آپ کی یہ شان ہے کہ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ مشرف ہیں اور معظم ہیں اور مجد ہیں اور مکرم ہیں ؛

چالیسواں باب
فاتحہ الکتاب کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ فاتحہ الکتاب سبع المثانی ہے اور وہ سات صفات نفسیہ ہیں۔ یعنی حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ نے فاتحہ کو اپنے اور بندہ کے درمیان میں تقسیم کیا ہے۔ اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ کہ وجود خلق اور حق کی طرف منقسم ہے۔ پس انسان کہ جس کو خلق کہتے ہیں۔ باعتبار اپنے ظاہر کے ہے۔ اور باعتبار باطن کے حق ہے۔ پس وجود کی دو قسمیں ہیں۔ ایک باطن اور ایک ظاہر پس دیکھو صفات نفسیہ بالذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صفات ہیں۔ جیسے کہ حق سبحانہ کے لئے بولا جاتا ہے کہ وہ حی ہے اور عالم ہے۔ ایسے ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حی ہیں اور عالم ہیں اور باقی صفات بھی اسی طرح سے ہیں۔ پس حق اور عبد کے درمیان میں فاتحہ منقسم ہے ؛ پس فاتحہ بالذات اس ہیکل انسانی کی طرف اشارہ ہے۔ جس سے کہ اللہ تعالےٰ نے وجود کے قفلوں کو کھولدیا ہے۔ اور اُس کا عبد اور رب کے درمیان میں تقسیم ہونے سے اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ انسان اگرچہ مخلوق ہے۔ لیکن اُس کی حقیقت حق ہے۔ جیسے کہ وہ تمام اوصاف عبودیت کے واسطے حاوی ہے ایسے ہی تمام اوصاف ربوبیت کے واسطے حاوی ہے۔

الإنسان الكامل
في معرفة الأواخر والأوائل

تأليف

الشيخ عبد الكريم بن إبراهيم الجيلي

المتوفى سنة ٨٠٥هـ

حقق نصوصه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الإنسان الكامل
في معرفة الأواخر والأوائل

تأليف

الشيخ عبد الكريم بن ابراهيم الجيلي
المتوفى سنة ٨٠٥ هـ

حقق نصوصه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الطبعة الأولى
١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

العنوان : رمل الظريف، شارع البحتري، بناية ملكارت
تلفون وفاكس : ٣٦٤٣٩٨ - ٣٦٦١٣٥ - ٦٠٢١٣٣ (١ ٩٦١) ٠٠
صندوق بريد: ٩٤٢٤ - ١١ بيروت - لبنان

DAR al-KOTOB al-ILMIYAH
Beirut - Lebanon
Address : Ramel al-Zarif, Bohtory st., Melkart bldg., 1st Floore.
Tel. & Fax : 00 (961 1) 60.21.33 - 36.61.35 - 36.43.98
P.O.Box : 11 - 9424 Beirut - Lebanon

الباب التاسع والثلاثون:

في نزول الحق جل جلاله إلى سماء الدنيا في الثلث الأخير من كل ليلة، وقوله ﷺ: «إن الله ينزل في الثلث الأخير من كل ليلة إلى سماء الدنيا فيقول هل هل؟»(١)

الحديث يدل بإشارته إلى ظهور الحق سبحانه وتعالى في كلّ ذرّة من ذرّات الوجود، فالمراد بالليلة هي الظلمة الخلقية، والمراد بسماء الدنيا ظاهر وجود الخلق، وبالثلث الأخير حقيقته، لأن كل شيء من أشياء الوجود مقسم بين ثلاثة أقسام: قسم ظاهر ويسمى بالملك، وقسم باطن ويسمى بالملكوت والقسم الثالث هو المنزّه عن القسم الملكي والملكوتي فهو القسم الجبروتي الإلهي المعبر عنه بالثلث الأخير بلسان الإشارة في هذا الحديث. ولا انقسام لأن الشيء الواحد إذا اعتبرت عدم انقسامه لا بد أن تتعقل له ظاهراً وهو صورته، وباطناً وهو نفسه، ولا بد أن يكون له حقيقة يقوم بها، فظهرت الإشارة بالثلث الأخير، فتنزّل الحق هو ظهوره بتنزيهه في نفس التشبيه الخلقي ولهذا الحديث اعتبار آخر بإشارة أخرى أعلى من هذه الإشارة الأولى وذلك أن تعلم أن المراد بالثلث الأخير هو الصفة الإلهية التي تجلى بها على عبده، فحقيقة ظهور الذات إنما هو في أواخر تلك الصفة لا في مبديها ولا في أوسطها، وهذا أمر ذوقي لا يعرف إلا بالكشف، أعني ظهور الذات في أواخر ظهور الصفة، ولا انتهاء لشيء من الصفات، وهذا الانتهاء هو حكم الذات، فظهرت الذات في الثلث الأخير ليلة الصفات، وقوله: ﴿إلى السماء الدنيا﴾ يعني إلى صفاته التي عرفه بها خلقه في الأسماء وهم الدنيا، لأن له الصفات العلا، وهم لهم العبودية، فهي الدنيا من الدناءة، وأسماؤه هي سماؤه الدنيا التي قامت بها عبوديتهم.

فالحاصل من هذه الاعتبارات أن الحق سبحانه وتعالى يظهر على عباده في صفاته التي عرفوه بها عند تناهي ظهور تلك الصفات؛ يعني أنهم قبل كمال ظهور تلك الصفة معها لا معه، فإذا أخذت في تناهي الظهور كانوا مع ذاته لا مع صفاته فافهم. ولهذا الحديث إشارة أخرى بطريق السرّ وهي في حق الكمل، وذلك إذا علمت أن المراد بالليلة الذات الإلهية، وبالثلث الأخير كمال المعرفة الجائزة للذات، لأن للحق تعالى معرفتين: معرفة يجوز أن يدرك كمالها، ومعرفة لا يجوز أن يدرك كمالها، وقولي إن كمال المعرفة الجائزة هو المراد بالثلث الأخير، لأن للولي ثلاث

(١) مسلم في: صلاة المسافرين (١٦٩)، والترمذي (٣٢٩ و٤٤٦)، وشرح السنة ٤/٦٣.

معارف بالله: المعرفة الأولى هي: «من عرف نفسه فقد عرف ربه»(١) وقد سبق بيانه فيما مضى؛ والمعرفة الثانية معرفة الألوهية وهي تعرف الذات جمالها من الصفات، وهذه المعرفة بعد معرفة الربِّ المقيدة بمعرفة النفس؛ والمعرفة الثالثة هو الذوق الإلٰهي الذي يسري في وجود العبد فينزل بها في حقه من غيبه إلى شهادته، يعني تظهر آثار الربوبية في جسده فيكون يده لها القدرة، ولسانه له التكوين، ورجله له الخطوة، وعينه لا يحجب عنها شيء، وسمعه يصغي به إلى كل متكلم في الوجود. وإلى هذا المعنى أشار عليه السلام بقوله: «حتى أكون سمعه الذي يسمع به، وبصره الذي يبصر به»(٢) الحديث، فيكون الحق ظاهره وهو الباطن. فالحاصل من هذا الكلام أن المراد بنزول الربِّ ظهور آثاره وصفاته التي هي من مقتضيات الربوبية، والمراد بسماء الدنيا ظاهر جسم الولي، والثلث الأخير المعرفة الذوقية الإلٰهية السارية في وجود العبد التي بها يصح محقه وبها يتمّ سحقه، فيتحقق حقه. والمراد بقوله: «في كل ليلة» من كل ظهور ذاتي في كل وليّ إلٰهي فافهم. ولا تخرج العبارة في الحديث بما أشرنا إليه عن ظاهر مفهوم الحديث بل تحقق بما نبهناك عليه، ولا تترك أيضاً ظاهر مفهوم الحديث، فإن كلامه ﷺ يحتوي على أسرار لا تتناهى، ولكلامه ظاهر وباطن، ولكل باطن ظاهر، ولكل ظاهر باطن إلى سبعة بطون، كما قال ﷺ: «إن للقرآن سبعة بطون» وكلامه شعبة من كلام الله تعالى، لأنه «لا ينطق عن الهوى: إن هو إلا وحي يوحى»(٣) ﷺ، وشرف وعظم، ومجد وكرم.

الباب الموفي أربعين: في فاتحة الكتاب

اعلم أن فاتحة الكتاب هي السبع المثاني، وهي السبع صفات النفسية التي هي الحياة والعلم والإرادة والقدرة والسمع والبصر والكلام، وقال ﷺ: «إن الله قد قسم الفاتحة بين عبده وبينه»(٤) إشارة إلى أن الوجود منقسم بين الخلق والحق، فالإنسان الذي هو الخلق باعتبار ظاهره هو الحق باعتبار باطنه، فالوجود منقسم بين باطن وظاهر. إلاَّ ترى أن الصفات النفسية إنما هي نفسها وعينها صفات محمد ﷺ، وكما يقال في الحق إنه حيّ عالم يقال في محمد إنه حي عالم إلى جميع

(١) سبق تخريجه.
(٢) سبق تخريجه.
(٣) آية (٣، ٤) سورة النجم.
(٤) الترمذي (٢٩٥٣) وقال: حسن، والبيهقي ٣٧/٢: ٣٩.